72413 ـ بنك سے ملنے والا انعام

سوال

اگر كسى شخص كا بنك ميں بغير فائدہ كے كرنٹ اكاؤنٹ ہو اور اسے بنك كى جانب سے انعام كا مستحق قرار ديا جائے اور انعام ميں گاڑى ملے تو كيا يہ حلال ہوگى يا حرام، اگر كوئى يہ گاڑى حاصل كر لے تو اسے كيا كرنا چاہيے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اگر بنك سودى لين دين كرتا ہو تو اس ميں پيسے ركھنے جائز نہيں ليكن اگر كسى كو اپنے مال كے چورى وغيرہ ہونے كا خدشہ ہو اور كوئى اسلامى بنك نہ ہو اور بنك كے علاوہ كوئى اور بھى محفوظ جگہ نہ ملے تو پھر بنك ميں رقم بغير فوائد اور سود كے ركھنى جائز ہو گى، ليكن پھر بھى بچنا بہتر ہے.

رابطہ عالم اسلامى كى فقہ اكيڈمى كے اجلاس منعقدہ 1406 ھـ ميں درج ذيل فيصلہ كيا گيا:

ہر وہ مسلمان شخص جو اسلامى لين دين كر سكتا ہو، اس كے ليے ملك كے اندر اور ملك كے باہر سودى كاروبار كرنے والے ادارے اور بنكوں سے لين دين كرنا حرام ہے؛ جبكہ اس كے بدلہ ميں اس كے پاس اسلامى حل موجود ہو اور سودى لين دين كرنے والے اداروں كے ساتھ لين دين كرنے كا اس كے پاس كوئى عذر نہيں.

اس پر واجب ہے كہ وہ اچھى اور بہتر چيز كو گندى اور خبيث سے بچا كر ركھے، اور حرام سے حلال كے ساتھ مستغنى ہو جائے " انتہى.

منقول از: حكم ودائع البنوك تاليف: ڈاكٹر على السالوس صفحہ نمبر (136).

اور مستقل فتاوى كميٹى كے فتاوى جات ميں درج ہے:

سودی بنكوں اور اسی طرح دوسری سودی كمپنيوں وغيره ميں رقم وغيره ركھنی جائز نہيں، چاہے وہاں فوائد كے ساتھ رقم ركھی جائے، يا بغير سودی فوائد كے؛ كيونكہ وہاں پيسے ركھنے ميں گناه و ظلم و زيادتی ميں تعاون ہوتا ہے.

اور الله سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور تم گناه و ظلم و زيادتی ميں ايك دوسرے كا تعاون مت كرو

ليكن اگر مال كے چوری يا غصب يا ڈاكے وغيره كے ڈر سے ضائع ہونے كا خدشہ ہو، اور سودی بنك ميں ركھنے كے علاوه كوئی اور حفاظت كا طريقہ نہ ملے تو پھر اس صورت ميں بنك يا سودی اداروں وغيره ميں بغير سود اور فوائد كے رقم ركھنی جائز ہو گی، تا كہ اس كی حفاظت ہو سكے؛ كيونكہ ايسا كرنے ميں دو ممنوعہ كاموں ميں سے ايك كم تر درجے كے ممنوعہ كام كا ارتكاب ہے. انتہى.

ديكھيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (13 / 346).

دوم:

بعض بنك اور كمپنياں ايك حيلہ سے كام ليتے ہيں تا كہ وه اپنے معاملہ كو لوگوں ميں رائج كر سكيں، وه سودی فوائد كا اعلان تو نہيں كرتے، بلكہ انعامات كا اعلان كر ديتے ہيں، كہ اس پر انہيں انعامات ديے جائينگے، يا پھر ہر سال كے آخرميں يا پھر ہر چھ ماه كے بعد قرعہ اندازی كے ذريعہ انعامات ديے جائينگے، تو اس طرح ان كا لين دين زياده ہوتا ہے جسے وه رقم جمع كروانے كی دستاويز يا سرمايہ كاری دستاويز كا نام ديتے ہيں، تو اس طرح يہ حيلہ حرام چيز كو حلال نہيں كر سكتا.

كيونكہ بنك اپنے مال سے انعامات تقسيم نہيں كرتا، بلكہ يہ سودی فوائد ہوتے ہيں، جو اس طريقہ سے سب كھاتہ داروں ميں تقسيم كرنے كی بجائے بعض كوانعامات كی شكل ميں ديے جاتے ہيں، اور يہ طريقہ سود اور جو يعنی قمار بازی دونوں چيزوں كو جمع كر ديتا ہے.

ڈاكٹر علی السالوس اپنی كتاب " معاملات البنوك الحديثة فی ضوء الاسلام " ميں كہتے ہيں:

" اور اگر سودی بنك نے سندوں اور دستاويز كو تين اقسام ميں كر ركھا ہے، تو ان ميں سے پہلی قسم كو دوسری نہيں بننے ديا، اور اس كا مقصد يہ ہے كہ وه زياده سے زياده تعداد اكٹھی كر سكے، تو اس طرح آخری گروپ ميں اس نے ايك دور كا قدم اٹھا كر مجموعی سود كی طرف آيا ہے پھر اسے مختلف رقموں ميں تقسم كر ديا ہے تا كہ قرض والوں

کی بہت ہی کم تعداد شامل ہو سکے.

پھر اس مجموعی رقم کو جسے انعامات کا نام دیا گیا ہے قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسم کر دیا جاتا ہے؛ تو اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات بہت ہی قلیل قرض والا شخص ہزاروں روپے حاصل کر لیتا ہے، لیکن اس کے مقابلہ میں اگر دیکھیں تو ہزاروں روپے والا بعض اوقات کچھ بھی حاصل نہیں کر پاتا.

تو پہلے شخص نے اپنے سود کا حصہ بھی اور اپنے علاوہ دوسرے بہت سے افراد کے حصہ کا سود بھی حاصل کر لیتا ہے، اور دوسرے شخص کا حصہ کسی اور کو مل جاتا ہے، اور ہر بار جب انعامات تقسیم ہوتے ہیں تو اس کا خیال رکھنے والےاور انتظار کرنے والے انتظار کرتے ہیں، جسے مل جائے وہ خوشی و سرور کے ساتھ باہر آتا ہے، اور وہ اس پر غمگین ہے جسے کچھ نہ ملا، اور اسی طرح دوسری قرعہ اندازی تك انتظار رہتا ہے.

کیا یہ قمار بازی اور جوا نہیں تو اور کیا ہے ؟ تو اس طرح سودی بنك سود کے ساتھ قمار بازی کرتا ہے؛ تو اس طرح دونوں گروپوں میں سے جو شخص اپنا حصہ حاصل نہیں کرسکا، تو وہ تیسرے گروپ میں اپنے حصہ کا جوا کھیل لے... کیا یہ ممکن نہیں کہ تیسرا گروپ (ج) اپنے پہلے دونوں گروپوں سے بھی برا ہو ؟ " انتہی.

دیکھیں کتاب: معاملات البنوك الحديثة فى ضوء الاسلام (38).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے درج ذیل سوال کیا گیا:

بعض تجارتی بنك مال محفوظ رکھنے والوں کے لیے کرنٹ اکاؤنٹ کھلوانے والوں کے لیے کچھ انعامات رکھتے ہیں مثلا: گاڑیاں، یا تعمیر شدہ گھر، اور بنك کے کھاتہ داروں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے ہیں اور کوئی ایك کھاتہ دار انعام حاصل کر لیتا ہے، تو اس انعام کا حکم کیا ہے چاہے وہ مالی انعام ہو یا کوئی اور چیز ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" اگر تو معاملہ بالکل اسی طرح ہے جیسا سوال میں بیان ہوا ہے تو یہ انعامات جائز نہیں؛ کیونکہ یہ سودی بنك میں اپنا مال رکھنے کے عوض میں ہیں، اور یہ سودی فوائد ہیں، نام تبدیل کرنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہو جاتی " انتہی.

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (15 / 196).

سوم:

جب یہ فیصلہ ہوچکا کہ سودی بنك جو انعامات تقسیم كرتا ہے وہ بعینہ سودی فوائد ہیں، تو اس میں سے جو شخص بھی کوئی چیز لے اس کے لیے اس چیز سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے، وہ اسے نیکی و فلاح کے کاموں میں صرف کر دے، اور اس کے ساتھ ساتھ اسے سودی بنك سے اپنی رقم بھی ضرور نکلوانی ہوگی، لیکن شدید ضرورت کے پیش نظر جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے رکھی جا سکتی ہے.

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" سودی فوائد حرام اموال میں شامل ہوتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور اللہ تعالی نے خریدوفروخت حلال کی ہے، اور سود کو حرام کیا ہے .

اور جس شخص کو بھی اس سود میں سے کچھ مل جائے اسے وہ رقم مسلمانوں کے نفع میں خرچ کر کے اس رقم اور چیز سے چھٹکارا حاصل کر لے، ان میں سڑکیں اور راستوں کی تعمیر، اور مدارس بنانے، اور فقراء و مساکین کو دینا شامل ہے " ... انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (13 / 354).

چہارم:

بنکوں میں رکھی جانے والی رقم جسے وہ امانت یا جاری اکاؤنٹ کا نام دیتے ہیں، یا کوئی اور نام تو یہ حقیقت میں بنك کے لیے مال والے کی طرف سے قرض ہے، اور اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر قرض والے شخص کے لیے مقروض شخص سے قرق کے عوض میں کوئی بھی نفع حاصل کرنا جائز نہیں، علماء کرام کا اتفاق ہے کہ جو قرض بھی کوئی منفعت اور نفع لائے وہ حرام ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور ہر وہ قرض جس میں زیادہ ہونے کی شرط رکھی جائے وہ بغیر کسی اختلاف کے حرام ہے، ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس پر سب جمع ہیں کہ جب ادھار دینے والا ادھار لینے والے کے لیے زیادہ یا ہدیہ دینے کی شرط رکھے، اور اس پر ادھار دے تو اس پر زیادہ لینا سود ہے.

ابی بن کعب، ابن عباس، اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کیا جاتا ہے کہ: انہوں نے نفع لانے والے

قرض سے منع فرمايا ہے " انتہى.

ديكھيں: المغنى ابن قدامۃ المقدسى (6 / 436).

واللہ اعلم .